فرحت ناز
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول صفدر آباد

اِک تیرے جانے کے بعد

اگر دانم زِ روزِ ازل ایں داغِ جدائی را
نے کردم بدِل روشن چراغ آشنائی را

سوچتی ہوں ابتدائے آفرینش سے زندگی کی بنیاد ہی جدائی پر قائم ہے۔ ماہتاب جو شب بھر ستاروں کے ہمراہ اپنی چمک دمک دکھاتا ہے، صبح ہوتے ہی نہ جانے کہاں چھپ جاتا ہے۔ آفتابِ جہانتاب جو دن بھر اپنی تمازت و روشنی دکھاتا ہے، شام ہوتے ہی دور افق میں کہیں ڈوب جاتا ہے۔ آس کے ساتھ یاس، خوشی کے ساتھ غم، ملن کے سنگ جدائی اور زندگی کے ساتھ موت ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ ہر لمحہ فنا، ہر پل بے ثباتی، یہی اس دنیا کی حقیقت ہے مگر پھر بھی نظامِ زندگی رواں دواں رہتا ہے۔

ہماری ایک بہت ہی پیاری، ہمدرد، مہربان اور غمگسار دوست کو بچھڑے آج پورے چھ ماہ ہو گئے ہیں۔ ہم کسی لمحہ بھی ان کی یادوں سے دامن نہیں چھڑا سکے۔ دل سوگوار اور آنکھیں اشکبار رہتی ہیں، مگر قلم و قرطاس کے ذریعے اس کی محبت کا قرض اتارنے میں بہت تاخیر ہو گئی ہے۔ اس مہربان ہستی پہ جب بھی کچھ لکھنے کا ارادہ کیا قلم کو اپنی کم مائیگی کا بھرپور احساس ہوا۔

ذرہ بھلا آفتاب پہ کیا لکھے گا......؟ مگر پھر یہ سوچ کر کہ ذرے کو بھی آفتاب سے نسبت تو ہے، لکھنے کا حوصلہ ہوا۔

آہ! ۳۰ جولائی ۲۰۰۷ء سوموار کا دن کتنا سوگوار، اُداس اور یاس انگیز تھا۔ صبح ہی سے فضا میں عجیب سا اضطراب اور بے چینی تھی۔ اس بے چینی کی وجہ یہ تھی کہ میری بہت ہی عزیز دوست مسز طیبہ طارق کچھ دنوں

میری بڑی دلجوئی کی، زندہ رہنے کا حوصلہ دلایا اور پریشانیوں میں ڈھارس بندھائی اور بھائی علامہ صاحب نے تو ناچیز کی صحت کے لیے مسجد میں بار ہا دعا کرائی۔ایسے محسنوں کا قرض کوئی کیونکر اتار سکتا ہے۔مسز طیبہ کے پاس بیٹھ کر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ہم چلچلاتی دھوپ سے اُٹھ کر ایک گھنے سایہ دار درخت کے نیچے آ بیٹھے ہوں۔قدرت نے آپ میں انسانیت کے کریمانہ اطوار کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے۔آپ کے سبھی چاہنے والے اور قدردان آپ کی موت کے ناقابلِ تلافی نقصان کو کبھی نہ بھول پائیں گے۔بے شمار طلبہ وطالبات جنھوں نے آپ سے اکتساب علم کیا۔جن پودوں کو آپ نے اپنے خونِ جگر سے سینچا۔آج پروان ہو کر شجر سایہ دار بن چکے ہیں۔وہ آپ سے حاصل کیے زندگی کے اعلیٰ مقاصد اور مشن کی تکمیل کرتے رہیں گے اور آپ کے لیے صدقہ جاریہ کا کام کریں گے۔

اِک دھوپ تھی جو ساتھ گئی آفتاب کے

دل کے نہاں خانوں میں چھپے غم انسان کو غمزدہ رکھتے ہیں۔آپ کو اپنی پیاری سی چار بہنوں کی جواں مرگی کے پے در پے صدمات نے نڈھال کر رکھا تھا۔آپ اپنے شوہر علامہ صاحب کی بیماری کے بارے میں بھی اکثر متفکر رہتی تھیں۔آپ سے جب بھی ملاقات ہوئی، آپ کی گفتگو کا محور علامہ صاحب کی ذات ہی ہوتی۔اپریل ۲۰۰۷ء میں جب ان کے دل کا بائی پاس ہوا تو انہوں نے آپ کی تیمارداری کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔یہاں تک کہ خود بیمار ہو گئیں۔کیا خبر تھی کہ آپ سب کے دلوں میں محبت کی شمع فروزاں کر کے سب کو غم کے اندھیروں میں چھوڑ جائیں گی اور یہ روشنی اپنے ساتھ ہی مرقد میں لے جائیں گی۔آپ کے شوہر نے آپ کی جدائی کے دکھ کو اپنے قلب میں تصویر کر لیا ہے۔کاش انجیوگرافی کا فن دل پر لگے کاری زخموں کو دکھا پاتا تو پتہ چلتا کہ کوئی انسان کس انتہا کا دکھی ہے۔

عقب میں گہرا سمندر ہے سامنے جنگل
کس انتہا پہ میرا مہربان چھوڑ گیا

شکستہ وجود اور زخمی دل و روح کے ساتھ دنیا داری نبھانا کتنا مشکل کام ہے، مگر انسان بہرحال بے بس ہے تقدیر کے آگے۔

کے لیے ماں کا وجود ایک عطیہ خداوندی ہوتا ہے۔ وہ برگد کا ایسا درخت ہوتا ہے جو گھنا اور سایہ دار ہوتا ہے۔

ماں اپنی اولاد کے لیے چٹان کی مانند مضبوط ہوتی ہے اور وہ ہر قسم کے حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرتی ہے۔ اس کی ذات مینارہ نور ہوتی ہے۔ کسی انگریز نے کیا خوب کہا ہے A mother is a mother still the holiest thing alive'' مگر آہ ماں کے بغیر اولاد تپتے صحرا میں بگولے کی مانند ہو جاتی ہے۔ مگر وہ پھر بھی ماں کو اپنے ساتھ ساتھ محسوس کرتی ہے۔ وہ میرے ساتھ روتی ہے' وہ میرے ساتھ ہنستی ہے' مری کب ہے مری ماں' اب بھی میرے دل میں بستی ہے۔

زمانے بھر میں کوثر مل نہیں سکتا بدل جس کا
فقط اِک ماں کی ہستی ہے فقط اِک ماں کی ہستی ہے

طیبہ جی سے اکثر ملنے کو دل چاہتا' مگر آپ کی بے پناہ مصروفیت کا خیال آتا' تو ہم اس خواہش کو دل میں دبا لیتے ہیں۔ کیا معلوم تھا کہ آپ بہت جلد ملکِ عدم کو چل دیں گی۔ ہم آپ کی عدیم الفرصتی کے باوجود آپ سے ملتے رہتے اور تشنہ ملاقات نہ رہتے۔

دنیا میں سدا رہنے کو آتا نہیں کوئی
تم ایسے گئے ایسا تو جاتا نہیں کوئی

سوچتی ہوں کہ نیک انسان بھی کتنا عظیم ہوتا ہے۔ آپ کے انتقال کی خبر سن کر سارا شہر آپ کے گھر کی طرف چل پڑا۔ گلیوں میں سناٹا چھا گیا۔ لوگوں نے تعزیت کے لیے آنے والوں کے لیے اپنے گھر خالی کر دیئے اور ۳۱ جولائی بروز منگل جب آپ کا جنازہ اُٹھا تو گرمی اور حبس کے باوجود لوگوں کا بے پناہ ہجوم تھا۔ ہزاروں سوگواروں نے سسکیوں اور آہوں کے ساتھ آپ کو مرقد میں اتارا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

☆......☆......☆......☆......☆......☆

تن ہائے داغ داغِ شد پنبہ کجا کجا نہم

دکھ سکھ کی ساتھی بے مثال رفیقہ حیات یوں اچانک بچھڑ جائے تو انسان کے دل کی کائنات درہم برہم ہو جاتی ہے اور وہ اندر سے بالکل کھوکھلا ہو جاتا ہے۔

دکھوں نے بانٹ لیا ہے تمہارے بعد ہمیں
تمہارے ہاتھ میں رہتے تو کتنا اچھا تھا

میاں بیوی کے درمیان اگر ذہنی رفاقت اور ہم آہنگی نہ ہو تو زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ عورت کے لیے زندگی میں جنت کا مزہ یہ ہے کہ اس کا شوہر اس کو دل کی گہرائیوں سے چاہتا ہو اور اولاد والدین کی امنگوں کے مطابق علم و آگہی حاصل کرنے والی ہو۔ سعادت منداور فرمانبردار ہو۔ آپ اس لحاظ سے خوش قسمت تھیں کہ خدا نے آپ کو ان دو نعمتوں سے جی بھر کر نوازا تھا۔ یہ نعمتیں آخرت میں بھی جنت کی نوید اور کامیابی کا باعث ہوں گی۔

کاش! خدا آپ کو اتنی زندگی عطا کر دیتا کہ اپنی اولاد کی خوشیاں دیکھ سکتیں۔ آپ کے بعد جب بھی آپ کے گھر گئی، درودیوار ویران نظر آئے۔ آپ کے گلشن کے سبھی پھول مرجھائے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھ کر دل خون کے آنسو رو دیتا تھا۔ اتنے حساس بچے ہیں کہ باپ کے سامنے بالکل نہیں روتے، مگر تنہائی میں آنسوؤں کے دریا بہا دیتے ہیں۔ خدا انہیں عزم و حوصلہ عطا کرے۔ انہوں نے آپ کی محبت کو حرزِ جان بنا لیا ہے۔ وہ کتنی شدت سے آپ کو چاہتے ہیں، کاش آپ آ کر دیکھ سکتیں۔ انہوں نے آپ سے متعلقہ سبھی یادگاریں اپنے دل و جان میں محفوظ کر لی ہیں۔

زندگی کے ہر موڑ پر ہر گام پر آپ کی کمی آپ کے شوہر اور بچوں کو اور آپ کے ہر چاہنے والے کو شدت سے محسوس ہوتی رہے گی۔

گزر تو جائے گی تیرے بغیر بھی لیکن
بہت اُداس بہت بیقرار گزرے گی

آپ کا وہ گھر جو آپ نے اتنی آرزوؤں سے تعمیر کرایا تھا، آپ کے بغیر بڑا سونا سونا نظر آتا تھا۔ اولاد

کے لیے ماں کا وجود ایک عطیہ خداوندی ہوتا ہے۔ وہ برگد کا ایسا درخت ہوتا ہے جو گھنا اور سایہ دار ہوتا ہے۔ ماں اپنی اولاد کے لیے چٹان کی مانند مضبوط ہوتی ہے اور وہ ہر قسم کے حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرتی ہے۔ اس کی ذات مینارہ نور رہوتی ہے۔ کسی انگریز نے کیا خوب کہا ہے: A mother is a mother still the holiest thing alive'' مگر آہ ماں کے بغیر اولاد تپتے صحرا میں بگولے کی مانند ہو جاتی ہے۔ مگر وہ پھر بھی ماں کو اپنے ساتھ ساتھ محسوس کرتی ہے۔ وہ میرے ساتھ روتی ہے' وہ میرے ساتھ ہنستی ہے' مری کب ہے مری ماں' اب بھی میرے دل میں بستی ہے۔

زمانے بھر میں کوثر مل نہیں سکتا بدل جس کا
فقط اِک ماں کی ہستی ہے فقط اِک ماں کی ہستی ہے

طیبہ جی سے اکثر ملنے کو دل چاہتا' مگر آپ کی بے پناہ مصروفیت کا خیال آتا' تو ہم اس خواہش کو دل میں دبا لیتے ہیں۔ کیا معلوم تھا کہ آپ بہت جلد ملکِ عدم کو چل دیں گی۔ ہم آپ کی عدیم الفرصتی کے باوجود آپ سے ملتے رہتے اور تشنہ ملاقات نہ رہتے۔

دنیا میں سدا رہنے کو آتا نہیں کوئی
تم ایسے گئے ایسا تو جاتا نہیں کوئی

سوچتی ہوں کہ نیک انسان بھی کتنا عظیم ہوتا ہے۔ آپ کے انتقال کی خبر سن کر سارا شہر آپ کے گھر کی طرف چل پڑا۔ گلیوں میں سناٹا چھا گیا۔ لوگوں نے تعزیت کے لیے آنے والوں کے لیے اپنے گھر خالی کر دیئے اور ۳۱ جولائی بروز منگل جب آپ کا جنازہ اُٹھا تو گرمی اور حبس کے باوجود لوگوں کا بے پناہ ہجوم تھا۔ ہزاروں سوگواروں نے سسکیوں اور آہوں کے ساتھ آپ کو مرقد میں اتارا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

☆......☆......☆......☆......☆......☆